درس قرآن
محمد احمد حافظ

انفاق فی سبیل اللہ کی اخلاقیات

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی ۙ کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ کَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَکَهٗ صَلْدًا ؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا کَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ O﴾ (سورۃ البقرہ، آیت ۲۶۴)

''اے ایمان والو! اپنے صدقہ وخیرات کو احسان جتا کر اور ایذاء دے کر ضائع مت کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتا، پس اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف پتھر کہ اس پر کچھ مٹی پڑی ہو، پھر اس پر زوردار بارش برسے اور اس (پتھر) کو بالکل صاف کر دے۔ کچھ بھی ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے جو انہوں نے کمایا۔''

صدقہ وخیرات کے اخلاقی احکام:

درج بالا آیت سورۂ بقرہ کے چھتیسویں رکوع کی ہے، اس سورۂ کے آخری رکوع سے پہلے کے چار رکوعات اسلام کے مالیاتی نظام کے متعلق احکام پر مبنی ہیں جن میں ہر مسلمان کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ تجارت اور صدقہ وخیرات میں مذکورہ احکام کو ملحوظ رکھے، بات کو پوری طرح سمجھنے کے لئے پچھلی دو آیات کا ذکر بھی ضروری ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ O قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَآ اَذًی ؕ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ O﴾

''جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ ہی اذیت دیتے ہیں، انہی کے لئے اجر ہے ان کے پروردگار کے پاس، اور نہ ڈر ہے (قیامت کے دن) اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ نرمی کے ساتھ جواب دینا اور درگذر کا معاملہ کرنا اس صدقے سے بہتر ہے جس کے پیچھے اذیت ہو، اور اللہ بے نیاز اور بڑے ہی تحمل والا ہے۔''

مذکورہ آیات میں تین لفظ آئے ہیں، مَنّ، اَذیٰ، رِیَا' مَنّ کا معنی ہے جس پر احسان کیا ہے اس پر اپنا احسان جتانا، اس پر احسان شماری کرنا، قرآن و حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان جتانے والا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (نسائی)

اَذیٰ کا معنیٰ ہے کہ جس پر مال خرچ کیا ہے اس پر یا سائل پر اپنی برتری جتانے کے لئے اسے کہنا کہ تو مجھ سے کتنا مانگے گا؟ یا کہے کہ مجھے کتنا ستائے گا؟ یا اپنے دیئے ہوئے کا ایسے لوگوں کے سامنے تذکرہ جن کے واقف ہونے پر لینے والے کو ناگواری ہو۔

رِیَاء کا مطلب ہے لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی بھی نیک عمل کرنا، تاکہ لوگ اسے اچھا سمجھیں۔

مذکورہ آیات میں غور وفکر سے انسان پر واضح ہوتا ہے کہ صدقہ وخیرات جس طرح تطہیرِ مال کا ذریعہ ہیں اسی طرح تزکیۂ باطن کا سبب بھی ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں صرف حلال وطیب مال پیش کردینا ہی کافی نہیں بلکہ صدقہ وخیرات کرنے والے کی نیت کا خالص ہونا بھی ضروری ہے، اور یہ تب ہے جب صدقہ کرتے وقت ریا کاری نہ ہو، احسان نہ جتایا جائے اور نہ ہی سائل کو جھڑک کر یا کسی دوسرے ذریعے سے اذیت پہنچائی جائے، جو شخص ایسا کرتا ہے اس کے نیک اعمال باطل ہوجاتے ہیں، آیت کا اسلوب بتا رہا ہے کہ احسان جتانا اور اذیت پہنچانا ریا کاری میں داخل ہے، ریا کاری اتنا بڑا جرم اور اتنی خطرناک روحانی بیماری ہے کہ جہاں اس کا شائبہ بھی پایا جائے عمل صالح برباد ہوکے رہ جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس خصلت کو کفار کا شیوہ بتایا گیا ہے،

کالذی ینفق ماله رئاء الناس ولا یومن بالله والیوم الآخر۔

ریا کاری کی مذمت احادیث میں بھی بہت صراحت کے ساتھ مذکور ہے، چناں چہ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت طلبی کے لئے عمل کرتا ہے اللہ بھی اس کے عمل کو شہرت طلبی کے لئے قرار دیتا ہے اور جو ریا کاری کرتا ہے اللہ بھی اس کے کام کو ریا کاری قرار دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم) حضرت محمود دبن لبید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ خطرہ شرکِ اصغر کا ہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا ''ریا کاری'' (رواہ احمد) بیہقی نے اتنا مزید نقل کیا ہے کہ جزا وسزا کے دن اللہ تعالیٰ ریا کاری کرنے والے سے فرمائیں گے کہ ان کے پاس جاؤ جن کو تم دنیا میں اپنے اعمال دکھایا کرتے تھے، جا کر دیکھو ان سے تمہیں جزا ملتی ہے (کہ نہیں)

كَمَثَلِ صَفْوَانٍ الخ۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو سمجھانے کے لئے ایک مثال بھی بیان فرمادی کہ جیسے پتھر کی ایک چٹان ہو جس پر کچھ مٹی وغیرہ بھی پڑی ہو، اس پر موٹے قطرے کی بارش برسے اور اس چٹان کو بالکل صاف کردے، تو جس طرح یہ

بارش ایک پتھر کو صاف کر دیتی ہے اسی طرح ریا کاری بھی نیک اعمال کو بھی لوح عمل سے صاف کر دیتی ہے،

ریا کاری کا شر صرف صدقات تک محدود نہیں بلکہ دیگر عبادات مثلاً نماز، حج، جہاد، ذکر و اذکار، تلاوتِ قرآن، تبلیغ دین کو بھی شامل ہے، جہاں بھی ریا پایا جائے گا عمل خواہ کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو باطل ہو جائے گا۔

زیر درس آیت سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مثال اور ان کے بلند درجے کو بھی بیان فرمایا ہے جو انفاق سبیل اللہ کے وقت نام ونمود کا اشتہار نہیں بنتے بلکہ خالص اللہ کی رضا اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں چناں چہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''اور ان لوگوں کی حالت جو اپنے اموال کو اللہ تعالیٰ کی خوش نودی اور اللہ تعالیٰ کے وعدۂ جز
اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے خرچ کرتے ہیں اس جیسی ہے کہ ہموار اونچے میدان کا باغ ہو،
اس پر موٹے قطروں کی بارش خوب برسے، پھر اس کے پھلوں کو دوگنا کر دے، پس اگر بارش
نہ بھی ہو صرف پھوار پڑ جائے تو بھی کافی ہو، اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھتا ہے۔''

(سورۂ البقرہ، آیت ۲۶۸)

خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی نیک عمل کے ساتھ خلوص نیت کا سرمایہ ہو تو بھلے وہ عمل حجم کے اعتبار سے کتنا ہی چھوٹا اور کم کیوں نہ ہو اللہ کے ہاں مقبول ہے، دکھلاوے، ریا کاری اور ایذاء کے ساتھ کیا گیا نیک عمل حجم کے اعتبار سے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو مردود و نامقبول ٹھہرتا ہے، دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کی نعمت سے نواز دیں اور ایذا و احسان اور ریا کاری جیسے روحانی امراض سے بال بال محفوظ رکھیں، آمین۔

الہدیٰ:

- ☆ احسان جتانے، ریا کاری کرنے اور ایذا دینے سے نیک عمل باطل ہو جاتا ہے اور اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوتا۔
- ☆ بعض اعتبار سے ریا کار کفار کے مماثل ہو جاتا ہے،
- ☆ جو لوگ نیک اعمال میں نیت کو خالص رکھتے ہیں اور کسی کو تکلیف نہیں دیتے ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں اجر عظیم اور قیامت کے دن گھبراہٹ اور بے چینی سے نجات کا وعدہ فرمایا ہے۔
- ☆ شہرت طلبی کے لئے کیا گیا نیک عمل شرک اصغر ہے۔
- ☆ اخلاص کے ساتھ کیا گیا نیک عمل خواہ تھوڑا ہو مقبول ہے اور ریا کار کا عمل کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو باطل ہے۔